احادیث سے صحابہ کرام کا استدلال و امتثال

(از مولانا عبدالرؤف صاحب رحمانی جھنڈانگری)

(سلسلہ کے لیئے دیکھو رحیق بابت جنوری ۱۹۵۷ء)

(۳)

حضرت عثمان غنی | خلیفہ سوم حضرت عثمانؓ کے بھی سنن نبویہ و احادیث شریفہ کے اتباع و امتثال میں چند واقعات ذیل میں ملاحظہ کیجئے۔

(۱) جب عمرہ حدیبیہ کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ کو مکہ کرمہ میں انکی وجاہت اور تعلقات کی وجہ سے مصالحت کے سلسلہ میں بھیجا تو ابان بن سعید نامی مکہ کے ایک رئیس نے حضرت عثمانؓ کو اپنی پناہ میں لیا اور ان کو ایک عزیز مہمان کی طرح رکھا۔ جب اس کی نظر حضرت عثمانؓ کے کپڑوں پر پڑی تو ان سے پوچھا کہ تمہارے کپڑے کیا ہوئے، تم نے نصف پنڈلی تک کیوں پہن رکھا ہے۔ تو حضرت عثمانؓ نے اپنے جذبہ امتثال کو ظاہر کرتے ہوئے فرمایا

هٰكَذَا اِزْرَةُ صَاحِبِنَا ۵ یعنی ہمارے آقا و مولا کا تہبند اسی طرح رہتا ہے

اندازہ کیجئے جب رئیس مکہ نے حضرت عثمانؓ کے لباس اور وضع و قطع کو غیر امیرانہ پایا اور ٹوکا تو حضرت عثمانؓ نے جواب دیا کہ گو یہ وضع امیرانہ طرزِ معاشرت کے خلاف ہے لیکن ہم تو ان تمام جاہلی تہذیب و تمدن سے دور رہ کر سید الانبیاء کے شئی و عادات و اعمال کے پیروکار ہیں۔ اب چونکہ انکا استعمال ان کا وضع اسی طور کا ہے اس لیئے ہم بھی اسی طرز کی اتباع کرتے ہیں۔

(۲) ایک مرتبہ دربارِ نبوت میں کسی مقام سے ایک قاصد آیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ایسے مقام سے آئے ہو کہ تمہاری ضیافت و تکریم مجھ پر ایک حق کی طرح لازم ہے۔ حضرت عثمان غنی رضؓ نے اس اشارۂ نبوت کو کافی سمجھا اور ایک قیمتی خلعت دینے کے لیئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض گذار ہوئے۔ آپ کے الفاظ یہ ہیں۔ اَنَا اَكْسُوْهُ حُلَّةً مَغْفُوْرِيَّةً ۲

---

۵ حیات الصحابہ، جلد دوم ص ۲۹ ۲ مسند احمد جلد چہارم ص ۲

ناظرین کرام ؟ آپ نے دیکھا کہ جس شخص کی تکریم کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابھی خیال ہی فرمایا خلیفہ راشد حضرت عثمان غنی رضؓ نے کس طرح فی الفور تعمیل ارشاد و امتثالِ احکام کا ثبوت دیا بلاشبہ ان حضرات کے دل میں فرمان پذیری و اطاعت کیشی کے جذبات زندہ و تابندہ تھے۔

(۳) ایک بار حضرت عثمان غنی رضؓ نے وضو بنایا تو پاؤں دھوتے وقت انگلیوں کا خلال کیا اس کے بعد حاضرین سے فرمایا

رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فعل ذلک[۱] — میں نے آنحضرت کو دیکھا ہے کہ انہوں نے وضو بناتے وقت پاؤں کی انگلیوں کا خلال کیا ہے۔

اس روایت سے بھی معلوم ہوا کہ حضرت عثمان غنی رضؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم کی کامل اتباع فرماتے تھے اور قدم بہ قدم عمل درآمد کے لئے احادیث نبویہ پیشِ نظر رکھتے تھے۔

(۴) جب حضرت عثمان غنی رضؓ کو بعض قبائل نے محاصرہ میں لے لیا اور ڈھائی مہینہ سے زائد عرصہ تک آپ کو گھر ہی محصور رکھا تو حضرت عثمان غنی رضؓ کے ساتھ مخلص و جان نثار صحابہ کرام رضؓ آپ کی مدد اور آپ کی جانب سے مدافعت کے لئے حاضر تھے۔ جس میں حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ۔ عبداللہ بن زبیر رضؓ۔ عبداللہ بن سلام رضؓ حضرت ابوہریرہ رضؓ۔ حضرت زید رضؓ بن ثابت۔ محمد رضؓ بن حاطب۔ محمد بن طلحہ وغیرہ خاص طور سے ممتاز ہیں۔ مگر آپ نے فرمایا میں جنگ نہیں پسند کرسکتا۔ کہ عام مسلمانوں کا خون ہو آپ کے الفاظ یہ ہیں۔

تُوَادُ نَفْسِی وَسَاقِی الْمُؤْمِنِیْنَ بِنَفْسِی — کہ یہ محاصرین لڑائی میری جان لینا چاہتے ہیں اس لئے میں اپنی جان دے کر مسلمانوں کی جان کا تحفظ کروں گا۔

اور یہ سب اصبر و قرار حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیشِ نظر قتال و جنگ کی اجازت طلب کرنے والے صحابہ کرام سے فرمایا

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عَہِدَ اِلَیَّ عَہْدًا وَاِنِّیْ صَابِرٌ نَفْسِیْ عَلَیْہِ[۲] — یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس معاملہ میں مجھ سے ایک وعدہ لیا تھا میں اس کی تکمیل کے لئے صبر و ضبط کے ساتھ تیار ہوں۔ اور جان دیکر بھی اس وعدہ کی حفاظت کرونگا۔

اس واقعہ سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عثمان رضؓ ارشاداتِ رسالت و احادیث شریفہ کے ا

---

[۱] منتخب کنز جلد سوم ص۳۴ [۲] مسند احمد جلد ششم ص۵۲ و استیعاب جلد دوم ص۴۷۷

امتثال میں بے مثال جذبہ رکھتے تھے۔ دیکھئے حدیث رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احترام میں جان نہ دی مگر بات نہ جانے دی۔ ؎

خدا رحمت کند آں عاشقانِ پاک طینت را بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن

(۵) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے خلافت عثمانی میں چند ایسے آدمیوں کو گرفتار کیا جو مسیلمہ کذاب کی عظمت بیان کرکے اس کی پیروی کا پروپاگنڈا مسلمانوں میں کر رہے تھے۔ ان کے حالات کی رپورٹ حضرت عثمانؓ کے پاس بھیجی گئی۔ حضرت عثمانؓ نے حکم دیا جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان نہ لائیں اور مسیلمہ سے اپنی علیحدگی اور تبری نہ ظاہر کریں ان کو قتل کر دو اور جو لوگ رسالت حقہ پر ایمان لے آئیں اور مسیلمہ سے اپنا تعلق منقطع کریں ان کو چھوڑ دو۔ چنانچہ بہت سے لوگ مسیلمہ کے دینِ باطل پر جمے رہے وہ قتل کر دیئے گئے راوی کے الفاظ ہیں۔ وَلَزِمَ دِیْنَ مُسَیْلَمَۃَ رِجَالٌ فَقُتِلُوْا[۱]

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ خلیفہ راشد حضرت عثمان غنیؓ امر منکر کے ازالہ میں حدیث نبوی پر عامل تھے جس میں ارشاد ہے۔

مَنْ رَاٰی مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ لیعنی جو شخص تم میں سے کسی خلاف شرع حرکت کو دیکھے وہ اسے اپنی طاقت سے مٹا دے۔

حضرت علیؓ خلفائے راشدین میں سے چوتھے خلیفہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ کے امتثال و اتباع کے واقعات بہت ہیں۔ چند واقعات مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر پیش کئے جا رہے ہیں۔

(۱) ایک بار حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ ایک خادم کے طلب و درخواست کے سلسلہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور اپنی محنت و مشقت کے کاموں کو بتا کر فتوحات میں سے ایک غلام کا مطالبہ کیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی غلام کا تمہیں عطا کرنے کا موقعہ نہیں ہے۔ میں اصحاب صفہ (یعنی چبوترہ پر قیام پذیر طالب علموں) کے لئے ان غلاموں کو فروخت کروں گا۔ اور ان کی قیمت ان پر صرف کروں گا۔ بہر حال یہ کہہ کر دونوں حضرات کو واپس کر دیا۔ رات کو سونے کے وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علیؓ کے گھر تشریف لے گئے۔ اور ایک دعا اور ایک تسبیح وظیفہ سکھائی فرمایا یہ تمہاری درخواست سے بھی بہتر چیز ہے

[۱] سنن کبریٰ جلد ششم ص۲۰۲

حضرت علیؓ فرماتے ہیں وہ وظیفہ ۳۳ بار سبحان اللہ - ۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر پڑھنے کا وظیفہ تھا۔ چنانچہ جب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلیم وارشاد سے مجھے اس وظیفہ کا علم ہوا۔ میں نے کبھی کسی دن بھی ناغہ نہیں کیا۔ راوی الحدیث ابن الکوا نے پوچھا کہ جنگ صفین جیسے پریشان کن اور ہوشربا جنگ میں تو اس وظیفہ پر عمل نہ ہو سکا ہوگا؟ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ وَلَا لَيْلَةَ صِفِّيْنَ کہ بھائی یہ تسبیحات فاطمہ مجھ سے جنگ صفین میں بھی نہ چھوٹیں ۔[1]

آج بھلا کون ہے جو بیٹی داماد کی فکر پہلے نہ رکھے اور طالب علموں کے فکر و انتظام کو اولیت کا درجہ دے دے۔ اور پھر آج ہم سے تو آرام و عشرت کی راتوں میں تسبیحات فاطمہ پر عمل نہیں ہوتا۔ نازک گھڑیوں اور پریشانی کے وقتوں میں اس کا ذکر ہی کیا۔

(۲) مسیب بن نجبہ راوی ہیں کہ میری بیٹی سے عقد نکاح کے خیال سے حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ اور حضرت عبد اللہ بن جعفر تینوں آدمی میرے گھر آئے۔ اور ہر ایک نے اپنے ساتھ نکاح کر دینے کی خواہش کا اظہار کیا۔ حضرت مسیب فرماتے ہیں کہ میں ان سب حضرات کو ٹھہرا کر حضرت علیؓ کے پاس مشورہ لینے کے لئے گیا۔ عرض حال کر کے جب ان کا مشورہ طلب کیا۔ فرمایا نہ حسنؓ مناسب ہے نہ حسینؓ تمہارے لئے میری سب سے بہتر رائے یہ ہے کہ تم عبد اللہ بن جعفر سے شادی کر دو۔ انہوں نے اسی پر عمل کیا اور حضرات حسنین سے اس کے والد کا مشورہ بتا کر معذرت کر دی۔ حضرات حسنین مجبوراً واپس ہوئے اور اپنے والد سے شکوہ فرمایا کہ آپ نے ہماری مخالفت کر کے دوسری جگہ شادی کرا دی۔ فرمایا میرے پیش نظر وہ حدیث تھی جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ - یعنی جس سے مشورہ لیا جائے اس کو بہت امانت دارانہ مشورہ دینا چاہیئے ۔[2]

محترم ناظرین! آپ نے دیکھا کہ حدیث نبوی پر عمل کیا اور بیٹوں کی خواہش کا ذرا لحاظ نہ کیا فرمایا صحیح مشورہ میں بیٹوں کی مخالفت لازمی تھی۔ مگر حدیث نبوی پر عمل کی راہ میں کوئی چیز حائل نہ ہوئی۔

(۳) حضرت علیؓ کے زمانۂ خلافت میں ایک شخص آیا اور اس نے کہا یا امیر المومنین! میں آپ کے پاس ایک حاجت لے کر آیا ہوں اگر آپ میری ضرورت فرما دیں گے۔ تو آپ کا شکر گذار ہوں گا

[1] مسند احمد جلد اول صفحہ ۱۰۷ و صفحہ ۱۴۴ [2] منتخب کنز العمال جلد اول صفحہ ۲۵۰

حضرت علیؓ نے فرمایا تم مجھے لکھ کر مطلع کرو۔ میں نہیں چاہتا کہ سوال کی ذلت تمہاری صورت سے ظاہر ہو۔ اس نے لکھ کر اپنا معروضہ پیش کیا حضرت علیؓ نے اس کو ایک حلّہ (قیمتی جوڑا) دیا۔ اس نے بڑا شکریہ ادا کیا تو حضرت علیؓ نے سو دینار بھی مرحمت فرمائے" راوی حدیث کہتے ہیں کہ میں نے از راہِ تعجب حضرت علیؓ سے عرض کیا کہ آپ نے ایک سائل کو حلّہ بھی دیا اور سو دینار بھی۔ حضرت علیؓ نے فرمایا اس کا سبب یہ ہے کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سُنی ہے اَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ کہ لوگوں سے ان کے مراتب کے مطابق سلوک اور برتاؤ کرو۔ اور یہ شخص میرے نزدیک اسی مرتبہ اور اسی اعزاز و تکریم کا مستحق تھا[۱]

(۴) ایک مرتبہ حضرت علیؓ ایک جانور پر سوار ہوئے تو رکاب میں پاؤں رکھتے وقت آپ نے بسم اللہ پڑھی اور جب اطمینان سے سوار ہو گئے تو الحمد للہ الذی سخر لنا ھذا وما کنا لہ مقرنین پڑھی اور ہنسنے لگے۔ تو ایک شخص نے پوچھا یا امیر المومنین آپ کس بات پر ہنس رہے ہیں۔ فرمایا بھائی ہنسنے کی کوئی خاص وجہ تو نہیں ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سواری پر سوار ہوئے۔ ایسے ہی آپ نے دعا پڑھی اور ایسے ہی آپ ہنسے اس لئے میں نے اتباعاً ذاتنا لا اسی طرح عمل کیا ہے[۲]

اس سے بھی معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ بھی ہر نقش قدم ہر جزئی اور ہر عمل کے شیدائی تھے۔ وہ سنن ہُدیٰ اور سنن زوائد کی تعلیل و توجیہ سے کوئی سروکار نہ رکھتے تھے۔

(۵) حضرت علیؓ نے ایک شخص کو دیکھا کہ ایک لمبا سا جبہ اس کے زیب تن ہے۔ اور سینہ کے نمایاں و ممتاز مقام پر خالص ریشم سامنے کے گریبان میں لگا ہوا ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا ما ھذا النتن تحت لحیتک" یعنی یہ تیرے واڑھی کے نیچے کیا گندگی ہے" اس نے جواب دیا لا تراہ علی بعد ھذا" یعنی اب ریشمی کپڑے کا استعمال کرتے ہوئے آپ مجھے نہ دیکھیں گے[۳]

حضرت علیؓ نے اس زجر و تنبیہ و درشت کلامی کو زجر باللسان کے تحت اختیار فرمایا۔ لیکن اس کے علاوہ حضرت علیؓ نے تغییر بالید پر بھی عمل فرمایا تھا۔ چنانچہ ایک شخص کو حضرت عثمانؓ کے دربار میں ریشمی لباس پہنے ہوئے دیکھا۔ جو کسی بیرونی مقام سے حضرت عثمانؓ کی خدمت میں ایک

[۱] کنز العمال جلد سوم ص ۲۳ [۲] ایضاً ص ۳۰۶ [۳] منتخب کنز العمال جلد ششم ص ۲۵

مسئلہ کے سلسلہ میں آیا ہوا تھا۔ حضرت علیؓ نے بھرے دربار اس کے کپڑا کو کھینچا کہ پھاڑ ڈالیں۔ وہ شخص خاموش ہو رہا۔ لیکن جب اپنے مسائل و حاجات سے فارغ ہو کر دربار عثمانی سے باہر ہوا تو حضرت علیؓ کے مکان پر پہنچا۔ اور کپڑوں کے پھاڑنے کا سبب پوچھا۔ فرمایا میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ ایک زمانہ آئے گا کہ میری امت ریشم کو حلال سمجھ کر استعمال کرے گی۔

وَهٰذَا اَوَّلُ حَرِيْرٍ رَاَيْتُهُ عَلٰى اَحَدٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ[۱] — یعنی یہ پہلا دن تھا کہ میں نے کسی مسلمان کو ریشم استعمال کرتے ہوئے دیکھا۔

بہر حال ان واقعات سے معلوم ہوا کہ سنن نبویہ و احادیث شریفہ کے خلاف کسی امر منکر کو خلفائے راشدین ہرگز برداشت نہیں کرتے تھے۔ نہ اس سے صرف نظر و اعراض فرما سکتے تھے

(۶) حضرت علیؓ قصر خلافت سے برآمد ہوتے اور آپ کو پتہ چلتا کہ کچھ لوگ شطرنج (تاش وغیرہ) کھیل رہے ہیں۔ تو آپ خود جاتے اور ان کو قصر خلافت میں لاکر سارے دن بندھوا دیتے۔ چاندی اور روپیہ سے کھیلنے والوں پر زیادہ سختی فرماتے اور حکم دیتے کہ ایسے لوگ سلام کے قابل نہیں ہیں کوئی ان سے سلام نہ کرے[۲]

یہ سب کیا تھا حدیث امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا تقاضا تھا کہ ایسے منکرات شرعیہ پر احتساب اور تغییر بالید کریں۔

(۷) ایک بار حضرت علیؓ کی خدمت میں ایک گھوڑا سواری کے لیے پیش کیا گیا۔ آپ نے جب پاؤں رکاب میں ڈالا۔ اور زین کو ہاتھ سے پکڑا تو اس کی چکناہٹ کے سبب آپ کا ہاتھ پھسلا۔ فرمایا یہ زین کس چیز کا ہے۔ لوگوں نے کہا یہ زین ریشمی ہے فرمایا وَاللّٰهِ لَا اَرْكَبُهٗ یعنی میں ایسے زین والی سواری کو ہرگز استعمال نہ کروں گا[۳]

اس روایت سے حضرت علیؓ کا اتباع رسالت و امتثال احکام نبوت صاف ظاہر ہے۔ صحابہ کرام ہر اس چیز کا استعمال حرام سمجھتے تھے جسے حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام ٹھہرایا ہو۔ خلفائے راشدین تخت خلافت پر جلوہ گر ہونے کے بعد بھی سامان عیش و عشرت سے کوسوں دور رہے۔ ور ساری عزت و شوکت اور ساری رفعت و عظمت اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[۱] منتخب کنز العمال جلد ششم صفحہ ۳۰۵ [۲] ادب المفرد صفحہ ۱۸۵ [۳] منتخب کنز العمال جلد ششم صفحہ ۳۰۳

ہیں سمجھتے تھے۔

(۸) ولید بن عقبہ نے کوفہ میں نبیذ پی۔ اس میں سُکر آچکا تھا۔ اس لئے ان کو نشہ آگیا۔ یہ کوفہ کے گورنر تھے۔ دربارِ عثمانؓ میں اس کی اطلاع پہنچی۔ یہ حاضر کئے گئے۔ تحقیقات اور ثبوت کے بعد حضرت علیؓ کو حضرت عثمانؓ نے مامور فرمایا کہ حد شرعی جاری کرادیں۔ چنانچہ عبداللہ بن جعفر نے کوڑے لگانے شروع کر دیئے۔ جب چالیس کوڑے لگ چکے تو حضرت علیؓ نے روک دیا۔ اور فرمایا کہ عہد نبوی و عہد صدیقی تک حد خمر چالیس کوڑے تھے۔ حضرت عمرؓ نے اسی کوڑے صرف سیاسۃً مقرر کئے تھے۔ مجھے عہد نبوی کی مروج رسم زیادہ پسند ہے۔ اور اس کی اتباع ہم پر لازم ہے[۱] اس واقعہ سے بھی اتباع حدیث و احتجاج بالحدیث ظاہر ہے۔

(۹) حضرت عکرمہؓ سے مروی ہے کہ حضرت علیؓ کے پاس چند زندیق اور مرتد لوگ لائے گئے آپ نے سب کو آگ میں جلانے کا حکم دیا۔ وہ سب آگ میں ڈال کر جلا دیے گئے[۲]

انہی عکرمہؓ سے امام بخاریؒ اس واقعہ کے متعلق یہ الفاظ نقل فرماتے ہیں۔

اُتِیَ عَلِیٌّ بِزَنَادِقَۃٍ فَاَحْرَقَھُمْ[۳] یعنی حضرت علیؓ کے پاس کچھ زندیق و مرتد من الاسلام کرکے لائے گئے آپ نے ان کو جلوا دیا۔

اتنی سخت سزا حضرت علیؓ اسلام کے باغیوں کو اس لئے دیتے تھے کہ لوگ ان کی پیروی سے پرحذر رہیں۔ اور عبرت پذیر ہو جائیں۔ اسی لئے وہ آگ کے الاؤ میں مرتدین کو ڈلوا دیتے تھے۔

حافظ ابن حجرؒ نے حضرت علیؓ کا وہ شعر نقل کیا ہے ؎

اِنّی اِذَا رَاَیْتُ اَمْرًا مُنْکَرًا　　اَوْقَدْتُ نَارِیْ وَدَعَوْتُ قَنْبَرًا

یعنی جب میں کوئی انتہائی امر منکر (ارتداد و انکار عن الاسلام) دیکھتا ہوں تو آگ جلاتا ہوں اور سزا کے لئے قنبر کو (غلام کا نام ہے) پکارتا ہوں[۴]

لیکن ایک موقعہ ایسا آیا کہ مرتدین کو حضرت علیؓ نے حسب دستور آگ میں زندہ جلانے کا حکم دیا تھا کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ جو بروقت موجود تھے۔ انہوں نے حدیث نبوی پیش کی کہ

[۱] صحیح مسلم جلد ثانی ص۷۱ [۲] ابوداؤد جلد ثانی ص۲۴۲ [۳] صحیح بخاری باب حکم المرتد والمرتدۃ [۴] ج۱۲ جلد۱۲ ص۲۳۸

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مرتدین کو تلوار سے قتل کرنا چاہیئے۔ حضرت علیؓ نے تسلیم کیا اور فرمایا:

صَدَقَ ابْنُ عَبَّاسٍ[۵] یعنی عبداللہ بن عباسؓ نے درست کہا۔

اس قسم کے واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ خلفائے راشدین حدیثِ نبوی کو مدِنظر رکھتے تھے جب کبھی کوئی حدیث اپنے معمول کے خلاف مل جاتی تو اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیتے تھے۔ پرویزی (منکرِ حدیث) اصطلاح کے مطابق یہ حضرات خلفاء راشدین ایسے "مرکزِ ملت" نہ تھے کہ احکامِ رسول اور سننِ نبویہ میں رد و بدل فرمائیں۔ بلکہ یہ لوگ دراصل سننِ نبویہ کے محافظین و جامعین اور مبلغین اور معلمین تھے۔ انہی سے سننِ نبویہ نسلاً بعد نسلٍ ہم سب تک محفوظ طریقہ سے منتقل ہوتا ہوا چلا آیا۔ (باقی)

۴/۲۰

ساٹھ کتابیں مفت

حدیث کی مشہور و معروف کتاب صحیح مسلم شریف مترجم مع شرح نووی کی پہلی تین جلدیں خرید کر ساٹھ کتب مفت طلب کیجئے۔ قیمت فی جلد -/۸/- روپے۔ محصول ڈاک فی جلد -/۲/۱ روپیہ۔ آرڈر کے ہمراہ چوتھائی رقم پیشگی بھیجیے۔ یہ رعایت یکم اگست ۱۹۵۷ء تک ہے۔

پتہ :- مکتبہ سعودیہ برنس روڈ کراچی

خیر الکلام فی وجوب قرأۃ الفاتحہ خلف الامام

قرأۃ فاتحہ خلف الامام کی فرضیت کے متعلق تحقیقی کتاب جس میں مولانا سرفراز خاں صاحب کی ادعائی کتاب احسن الکلام کا معقول و مدلل جواب بھی آگیا ہے۔

کتابت طباعت اعلٰے مجلد مع گرد پوش قیمت صرف -/۶/- روپے

تحفہ اثنا عشریہ اردو

مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ دہلوی کی شیعہ کے رد میں مشہور محققانہ کتاب حسن طباعت کے لئے نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی کا نام ضمانت ہے۔

قیمت صرف -/-/۱۲ روپے

المکتبۃ السلفیۃ۔ شیش محل روڈ لاہور

---

[۵] جامع ترمذی۔